رجسٹرڈ نمبر ایل ۹۰

سالانہ قیمت [illegible]

نور افشاں

[illegible]

جملہ خط و کتابت ترسیل زر بنام مینیجر صاحب نور افشاں [illegible] تمام مضامین و اشتہارات [illegible] برائے اندراج [illegible] دفتر نور افشاں [illegible] لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۵	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے - [illegible] جولائی ۱۹۲[illegible]ء	نمبر ۲۶

تعلیم المسیح فی النظم الصحیح

[illegible]

۴۴ آہ! کس کس ستم سے مرحوم ہے بے وطن
بے بال و پر ہو جیسے کوئی طائر چمن
شاخوں پہ آشیانہ دھرے نہ باغ اور نہ بن
ہاتھوں میں سر ہے دشت میں پاؤں جگر میں
تیار اب کہاں تیری خاطر کروں جگہ
اے بادشہ مسیح تجھے دل میں میں دوں جگہ
۴۴ گو بڑے اور نیرے سے ناپاک ہیکل
تجھ پر نثار آہ سلیمان کے محل
چاہے کہ تجھ پہ رشک کرے خاطر دل
پیدا ہوا ہے تجھ میں خداوند لم یزل
گو کرسی فلک سے تری چرنی کم نہیں
کیا تیرے آگے عرش کے پایہ بھی کم نہیں

بہادر زوجہ

عشقِ عیسیٰ میں ہو گیا بے خود
پی لیا جس نے جام الفت کا (شفا)

قیصر ڈائیوکلیشن کے عہد حکومت میں جب مسیحی بیدریغ تہ تیغ کئے جاتے تھے۔ دو مسیحی سپاہی جن میں سے ایک کا نام تکوندہ اور دوسرے کا مارشین تھا فوج چھوڑ کر ایک اور مقام کو چلے گئے جہاں کہ وہ آزادی سے خدا کی عبادت کر سکتے تھے۔ مگر جب وہاں پر وہ اپنی زندگی بسر کرتے اور لوگوں کو خداوند یسوع مسیح کی بشارت دیتے تھے تو ایسا ہی ہوا کہ لوگوں نے مجسٹریٹ کے پاس جا کر نالش کی کہ "یہ لوگ مسیحی ہیں اور ہمارے معبودوں کی پرستش نہیں کرتے بلکہ لوگوں کو سکھاتے ہیں کہ تم صرف ایک خدا کی پرستش کرو اور بتوں پر بھروسہ نہ رکھو" مجسٹریٹ نے اُن کو اپنے روبرو بلوا کر پوچھا کیا "تم مسیحی ہو اور ہمارے معبودوں کو نہیں مانتے؟" اُنہوں نے کہا ہاں ہم مسیحی ہیں اور صرف ایک خدا کی پرستش کرتے ہیں۔ مجسٹریٹ نے کہا "اگر تم ہمارے معبودوں کو قربانی چڑھاؤ گے تو فی الفور آزاد ہو کے جاؤ گے اور قیصر کی طرف سے تمہیں بڑی عزت ملے گی"۔ تکوندہ نے جواب دیا "یہ حکومت اُن کے لئے ہے جو اُس کو بجا لانے کے لئے رضامند ہوں۔ ہم تو مسیحی ہیں اور ایسا کر نہیں سکتے"۔

ہم ازل سے ہیں مسیحا کی محبت کے اسیر
دام دنیا میں ہیں اغیار الجھنگے کیا
لاکھ دے لالچ ہمیں شیطان پھسلا دے ہزار (شفا)
ہم رہ عیسیٰ سے ٹھکرا سکتا جائیگا کیا

تب مجسٹریٹ نے کہا "اگر تم انکار کرو تو قیصر اقدس کے بُت کے آگے خوشبو جلاؤ"۔ تکوندہ نے جواب دیا "آپ ہی انصاف کریں کیا ایک مسیحی خالق کی عزت مخلوق کو دے سکتا ہے؟"

اس وقت تکوندہ کی بیوی بھی حاضر تھی۔ اُس نے اپنے خاوند سے کہا "اے میرے پیارے شوہر حاکم کی تابعداری کرنا اور مسیح مصلوب کو چھوڑنا تجھ سے دور ہو۔ اس بات کو فراموش نہ کر کہ وہ خدا جس پر تیرا ایمان ہے تیرا حامی و حافظ ہوگا"۔ اس پر مجسٹریٹ نے غصہ ہو کر اس عورت سے کہا "اے شریر عورت تو کیوں اپنے شوہر کی موت کی خواہاں ہے؟" اُس نے جواب دیا "تاکہ وہ جلد حیات ابدی پائے"۔ مجسٹریٹ نے کہا "نہیں بلکہ تو دوسرے خاوند کی فکر میں ہے"۔ اُس نے کہا "[illegible] اگر تیرا یہ خیال ہے تو یسوع مسیح کے واسطے میرے شوہر سے پہلے میری جان لے"۔ مجسٹریٹ نے جواب دیا "کہ اب تک میرے پاس قیصر سے عورتوں کی نسبت کوئی خاص حکم آیا نہیں"۔ تب تکوندہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "بیوقوف ہو کر اپنی زوجہ کی بات نہ سن۔ وہ تیری موت چاہتی ہے۔ میں تم کو موقع دیتا ہوں۔ سوچ سمجھ کر جواب دے کہ آیا تو موت کو پسند کرتا ہے یا زندگی کو"۔ تکوندہ نے جواب دیا "میں نے اسی معاملہ پر غور کیا ہے۔ بلاشک میں زندگی چاہتا ہوں"۔ مجسٹریٹ نے اس خیال سے کہ تکوندہ مسیح کے انکار اور ہمارے معبودوں کو قربانی گذراننے پر راضی ہے۔ بڑی خوشی ظاہر کی۔ مگر جب اُس نے تکوندہ کو بار بار یہ دعا کرتے ہوئے سنا کہ "اے خداوند یسوع مسیح مجھے اس دنیا کی بلیہ گی سے بچا"۔ تو متعجب ہو کر کہنے لگا "یہ کیا بات ہے ابھی تو زندگی چاہتا تھا اور اب موت کے لئے دعا مانگتا ہے"؟ تکوندہ نے جواب دیا "نہیں میں ہرگز مرنا نہیں چاہتا بلکہ حیات ابدی کے لئے زندہ رہنا چاہتا ہوں اور یہی سبب ہے کہ میں اس فانی زندگی کو ترک کرنا چاہتا ہوں۔ میں مسیحی ہوں"۔

تب مجسٹریٹ نے مارشین سے مخاطب ہو کر کہا "اے مردانی تیری کیا خواہش ہے؟" اس نے کہا

طالب عیسیٰ ہوں کوئی خوف رسوائی نہیں
جاہل عارف ہوں میں مجنوں سا سودائی نہیں (شفا)

میں مسیح کا ہوں اور وہ میرا ہے۔ اور اُس کے لئے ہر طرح کی تکلیف دے عزت سمجھنے کو تیار ہوں"۔ تب مجسٹریٹ نے دونوں کو قید خانہ میں بھیج دیا۔ اور چند دن کے بعد پھر اُن کے حاضر ہونے کا حکم دیا اور جب وہ حاضر ہوئے تو اُس نے اُن سے دریافت کیا "کیا تم قیصر کے حکم کی تعمیل کے لئے تیار ہو؟" مارشین نے جواب دیا "نہیں۔ ہرگز نہیں"۔ تب مجسٹریٹ نے اُن کے قتل کا حکم دیا۔ یہ سن کر دونوں بہت ہی خوش ہوئے۔ اور ستائش کے گیت گاتے ہوئے مشہد کی طرف چلے۔ تکوندہ کی زوجہ اور اُس کا بچہ بھی پیچھے پیچھے جا رہے تھے۔ جب وہاں پہنچے تو اُس کی زوجہ نے اپنے شوہر کو کہا "میرے عزیز خاوند حوصلہ کر۔ اور اپنی قربانی کو انجام دے۔ مجھے کمال تسلی ہے کہ تجھے ابدی جلال سے ملبوس ہوتے دیکھتی ہوں۔ ہاں میرا حد سے زیادہ فخر یہ ہے کہ میں ایک شہید کی زوجہ ہوں۔ میرے لئے بھی دعا کر"۔

تب تکوندہ اور مارشین نے آپس میں محبت کا بوسہ لیا اور جلاد نے یکے بعد دیگرے ہر ایک کا سر اُس کے بدن سے جدا کیا اور وہ ابدی جلال

دیکھو صلہ



نور افشاں

مطبوعہ یکم جولائی ۱۹۲۷ء

نور افشاں کی نئی پالیسی یا اس کا نیا طرز عمل

عنوان کے الفاظ ایڈیٹر کے ہیں جو وہ پالیسی نہیں ہیں۔ ذیل میں ہم نور افشاں کی نئی پالیسی کی اصل عبارت مسیحی پبلک کی آگاہی اور معزز نامہ نگاروں اور خریداروں کی واقفیت کے لئے بجنسہ درج کرتے ہیں۔ فی الحال اس کی بابت اس قدر مسیحی پبلک کو بتلا دیتے ہیں کہ نور افشاں کی پالیسی مذکور ہمیں قریباً ساڑھے چھ سال ایڈیٹری کرنے کے بعد ملی ہے اور یہ نئی پالیسی ہے جو ہمیں نور افشاں کی انتظامیہ کمیٹی کے بعض ممبروں کی طرف سے مینیجر نور افشاں کی معرفت ۲۰ جون ۱۹۲۷ء کی شام کو برائے اشاعت موصول ہوئی ہے۔ جسے ہم جناب مینیجر صاحب نور افشاں کے حکم کی تعمیل میں درج اخبار کرتے ہیں۔ اس نئی پالیسی کے خلاف ہمارے پر زور مفصل وجوہات اس کے بعد نور افشاں کے آنے والے نمبروں میں شائع ہونگی جس میں ہم جناب مینیجر نور افشاں اور . . . نور افشاں کی انتظامیہ کمیٹی سے التماس کریں گے کہ نور افشاں کی نئی پالیسی ایڈیٹر اور اخبار کے لئے سخت باعث بدنامی اور اس کی جائز آزادی کو فنا کرنے والی ہے۔ جس میں بے وجہ ایڈیٹر پر سخت تشدد روا رکھا گیا ہے۔ جو ایڈیٹر اور اخبار کے لئے ناقابل برداشت ہے۔

اس کے ساتھ ہی یہ عرض کر دینا بھی مناسب ہے کہ جب تک ہم میں اور اخبار کی انتظامیہ کمیٹی کے درمیان اخبار کی پالیسی کی بابت تسلی بخش فیصلہ نہیں ہو جاتا تب تک اخبار کی اشاعت نئی پالیسی کے ماتحت ہو گی۔ معزز نامہ نگاروں سے امید ہے کہ وہ اس میدان میں بھی ہماری امداد فرمائیں گے۔ مدیر

نور افشاں کی مصالحکار ماتحت کمیٹی کو یہ امر ناگوار گذرا ہے کہ نور افشاں کی متعدد اشاعت میں چند بحث و مباحثہ و مناظرہ کے مضامین شائع کئے گئے ہیں

مورخہ ۸ اپریل ۱۹۲۶ء کے روز نور افشاں کی انتظامیہ کمیٹی نے اس کی متعلق حسب ذیل کارروائی کی تھی کہ

کمیٹی نے یہ معلوم کیا ہے کہ گذشتہ چند ماہ کے دوران میں نور افشاں و دیگر اخبارات میں مناظرہ و مباحثہ کے مضامین شائع کئے گئے۔ کمیٹی ایسے مضامین کو نہ تو مستحسن سمجھتی ہے اور نہ ہی ایسے مضامین کمیٹی کی دانست میں قابل طبع نور افشاں تھے۔ کمیٹی یقینی طور پر یہ کہہ سکتی ہے کہ اس قسم کے مضامین کسی اخبار کے لئے بھی موزوں نہیں ہیں۔ اور خصوصاً نور افشاں اخبار کی نسبت کمیٹی کی یہ رائے ہے کہ ایسے مضامین جن سے مناظرہ و مباحثہ کا میدان گرم ہو رہے اور باہم کشیدگی سے آپس میں حسد اور تعصب بڑھے انہیں اخبار نور افشاں میں شائع نہ کیا جائے۔

مورخہ ۲۴ جون ۱۹۲۷ء کے روز نور افشاں کی کمیٹی میں حسب ذیل ریزولیشن پاس کئے گئے

(۱) کہ نور افشاں کی یہ پالیسی رہی ہے کہ اگر اخبار نور افشاں پر کسی وجہ سے حملہ کیا جائے یا اسکی انتظامیہ کمیٹی پر کوئی حملہ یا نکتہ چینی کی جائے یا ایڈیٹر نور افشاں کے خلاف کچھ لکھا جائے تو ایسے مضامین پر کوئی توجہ نہ کی جائے۔

(۲) یہ کہ نور افشاں پنجاب کے دیگر مسیحی اخبارات کے خلاف مباحثے و مناظرے کے میدان میں ہرگز اقدام نہ کرے۔

(۳) نور افشاں اپنا فرض صرف ایسے مضامین شائع کرنے نہیں سمجھے جن سے مسیحیت کا انجیلی پیغام سپرد قلم کیا جائے اور صرف ایسے ہی مضامین اوراق نور افشاں میں لکھے جائیں جن سے خصوصاً کلیسیا اور مسیحی جماعت کی مرہنگی فلاح و بہبودی ہو

الراقم۔ لوکل ممبرز آف دی نور افشاں کمیٹی

پادری رابرٹ گارڈنر اسبق

ایم۔ اے مشن انوپ شہر

ہم پادری آر۔ گارڈنر صاحب اسبق کے شکر گذار ہیں کہ انہوں نے نور افشاں کو یاد فرمایا۔ آپ اگر کبھی کبھی اخبار کو یاد فرماتے رہیں تو نور افشاں کی تو جناب کی شان بڑھانے میں تا مرتے بھیجا کیا جناب کو یہ سودا ابھی جلد معلوم ہو گیا ہے۔ ایڈیٹر

میرے منجی بچایا تجھی نے مجھے
دیا کچھ نہ سہارا کسی نے مجھے
جب میں گنہ کے پھندے بالکل جکڑ گیا
ساتھی نہ کوئی بھی میرا اس وقت میں رہا
دیا ایسے میں چھوڑ سبھی نے مجھے
دنیا کے مذہبوں کے بھی ہادی مجھے ملے
جب حرف مطلب آیا تو پیچھے کھسک گئے
دی نہ کچھ بھی تسلی کسی نے مجھے
پہلے گناہ کرنے میں ہوتی تھی خوشی
دوسرے کے غم کے ہاتھوں میں مجھ کو ملی بجھی
دیا رنج میں چھوڑ خوشی نے مجھے
یہ سب چلے گئے مرے صبر و قرار جو
دن کو لگا نہ جی نہ لگی آنکھ رات کو
دیا چین نہ دل کی لگی نے مجھے
دو زخ کا پہرا تک جب آیا نظر رہا
اسبق کا مجرم کوئی بھی گناہ نہیں بنا

ہم کس طرف ہوں؟
کا نور افشانی جواب

نور افشاں کی اشاعت قریب میں ناظرین کرام سے خصوصاً اور مسیحی جماعت سے عموماً جواب طلب کیا گیا تھا یہ عرض کرتے ہوئے اپنی ہی ہدایت و تسلی کے لئے طلب کیا تھا ہمارے علاوہ اکابرین میں جو خیر ہوا تھا اس کا ذکر عنوان کے سوال کی تشریح میں عرض کر دیا گیا تھا کہ بعض اصحاب کا خیال ہے کہ مسیحیوں کو ہندو مسلم صاحبان کے مقابل مسیحی جماعت کو تیسرا گروہ ہرگز نہیں بنانا چاہئے۔ اور نہ اپنے جداگانہ حق حقوق کا گورنمنٹ سے مطالبہ کرنا چاہئے۔ ایسے خیالات کی موجودگی میں ہم نے مسیحی پبلک سے اس وجہ سے سوال کیا کہ وہ اپنے جوابات سے ہماری ہدایت فرمائے کہ ہم کس طرف ہوں؟ یا حالات حاضرہ کے درمیان ہم کس جماعت کو اپنا ہمدرد خیال کریں؟

ہمارا سوال بالکل سادہ اور سیدھا سادھا تھا جسے ہمارے مسیحی بزرگوں اور کلیسیاؤں کے پاسٹروں اور چرچ لیڈروں نے سرگشتہ سطروں اور پیار سے اور سرگرم جوش و خروش حتیٰ کہ بعض مسیحی اخباروں اور مسیحی مشاوروں نے بھی [illegible] لکھا اور اس کا جواب تحریر فرمایا۔ بعض کے جواب نور افشاں میں شائع ہو چکے، اور باقی کے دفتر نور افشاں میں موجود ہیں۔ ان جملہ جوابات میں در اصل سوال مندرجہ عنوان کا یہی جواب واحد آیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہندوستانی مسیحیوں کو چاہئے کہ وہ اپنی حیات و بقا کے لئے ہندو مسلمانوں سے جدا تیسری جماعت بنائیں۔ جس کا مرکز و سینٹر مرد خدا یسوع مسیح ہو یا اس کی وہ مسیحیت ہو جو ہمیں ہمارے بزرگ استادوں اور مصنفوں سے ملی ہے۔ اس جواب کے لئے ہم اپنے مسیحی بھائیوں اور بزرگوں کے شکر گزار ہیں جنہوں نے ہمارا ایک بڑا مشکل کو حل کر دیا ہے۔

جوابات اکثر پر نور افشانی جواب کا اس قدر واضح کیا جاتا ہے کہ ہند کی مسیحی جماعت میں نہ کوئی ہندو ہے۔ نہ کوئی مسلم ہے۔ نہ کوئی اونچ ہے نہ کوئی نیچ ہے بلکہ مسیح میں سب بھائی ہیں۔ اگر ہم مسیح میں سب بھائی ہیں تو ہندو مسلمانوں اور اچھوتوں کے بھی بھائی ہیں۔ جو سب کی خیر و فلاح کے جویاں ہیں ہم کسی سے قومی امتیاز سے نہ کوئی بھلائی کرنا چاہتے ہیں نہ کسی سے برائی کرنے کے خواہاں ہیں۔ کیونکہ مسیحیت قومیت کی نفی ہے۔ اس کی جگہ مسیحی بھائی چارے کا بندھن ہے۔ ہم جیسے مسیحی ہو کر آپس میں ایک دوسرے کی فلاح و بہبودی کے خواہاں ہیں۔ ویسے ہی ہندو مسلمانوں اور اچھوتوں کی فلاح و بہبودی میں کوشاں رہینگے۔ ہندو مسلمانوں اور اچھوتوں کو بغیر کسی قومی امتیاز کے خدا کی انجیل سنائینگے مگر کسی کے قومی جھگڑے میں شریک نہ ہونگے۔ نور افشاں کی طرف سے سوال زیر نظر کا یہی جواب ہے زیادہ ادب۔۔ ایڈیٹر

قابل توجہ مضامین

مدیر رسالہ قاصد کی مندرجہ ذیل چٹھی کے ساتھ ایک دو ضروری مضمون بھی موصول ہوئے جن کا ذکر مدیر رسالہ قاصد کے خط میں مذکور ہے۔ امید ہے کہ نور افشاں کے وسیلے سے مسیحی پبلک کو نیشنل مشنری سوسائٹی کے اتوار کی نسبت اور ہندوستان بھر کے مسیحیوں کے دعا کے دن کی بابت بخوبی علم ہو جائیگا۔ مدیر۔

جناب مدیر صاحب نور افشاں۔ دام ظلکم

تسلیم! بعض ناگزیر وجوہات کی وجہ سے قاصد بابت ماہ مئی کی طباعت و اشاعت میں غیر معمولی تاخیر واقع ہوئی۔ جس کی بناء پر کارکنان قاصد نے مناسب سمجھا کہ ماہ جون میں پرچہ نہ نکالا جائے بلکہ جون اور جولائی کا ڈبل نمبر ماہ جولائی کے آخر میں شائع ہو۔ لہٰذا میں تمام خریداران قاصد کی خدمت میں بذریعہ ہذا اطلاع دیتا ہوں کہ رسالہ بابت ماہ جون کا انتظار نہ فرمائیں۔

چونکہ امسال این۔ ایم۔ ایس کا اتوار ۱۰ جولائی مقرر ہوا ہے۔ لہٰذا میں نے ضروری سمجھا کہ جو اپیل قاصد میں چھپنی تھی نور افشاں میں بر وقت پر چھپ جائے مجھے امید ہے کہ [illegible] کلیسیائیں سند کا حصہ ضرور ادا کرینگی۔ اور دوسرے درجے نیشنل مشنری سوسائٹی کی مدد بھی کرینگی۔

دیگر عرض ہے کہ اب قاصد کے مینیجر مسٹر جی بیلی شاہ صاحب گیلانی مقرر ہوئے ہیں۔ اس امر کی اطلاع قاصد کے گذشتہ دو ایک نمبروں اور نور افشاں میں بھی دی جا چکی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ لوگ ابھی تک سابق مینیجر مسٹر ڈی۔ ذیڈ۔ نجم الدین ہی کے نام خطوط و رسائل کرتے ہیں۔ اس سے جواب میں تاخیر واقع ہوتی ہے۔ سو براہ مہربانی آئندہ ناظرین قاصد اور دیگر حضرات اپنے استفسار مسٹر جی بیلی شاہ گیلانی۔ ایجرٹن روڈ لاہور کے نام ارسال فرمایا کریں۔ اور کل مضامین براہ راست میرے نام بھیجے جائیں۔ والسلام۔

احقر۔ ایف۔ ایم۔ نجم الدین۔
معرفت پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی۔ انارکلی لاہور

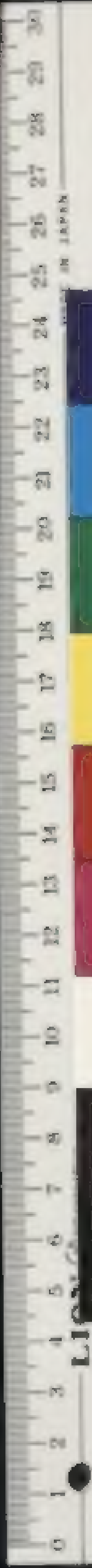
التماس خاص

پاسبانوں، این۔ ایم۔ ایس کی مختلف شاخوں کے سکتروں و دیگر مسیحی خواہوں سے درخواست ہے کہ ۱۰ جولائی کا اتوار نیشنل مشنری سوسائٹی کے لئے بطور اتوار منایا جائے۔ ممکن ہو تو عام وعظ تمام کلیسیاؤں کے سامنے سوسائٹی کے اغراض و مقاصد پیش کئے جائیں اور اس کے کام سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے۔ نیز اس سبت کا چندہ این۔ ایم۔ ایس کے کام کے لئے وقف کیا جائے۔

دعوت دعا

یوحنا ۱۰: ۱۶

ہمارے خداوند نے ایک نئی دنیا اور ایک نیا



ہندوستان میں بھیجا۔ اور اس خاص دعا میں اس کا اظہار فرمایا۔ اس نئے مقام کو پیدا کرنے کی غرض سے اس نے اپنی زندگی مخصوص کر دی اور اپنے گرد ایماندار وں کا ایک ایسا گروہ پیدا کیا جو اس کام کی تکمیل کریگا۔

آجکل تمام دنیا میں ایک عجیب ہیجان سا نمودار ہے۔ ایک عالمگیر تحریک ہے جس نے تمام پرانے سلسلہ اپنے مخالف باتوں کو ہلا دیا ہے۔ موجودہ استبداد سے بے چینی ظاہر کی جا رہی ہے۔ سوسائٹی اور زمانے کے مطالبات کو پورا کرنے کے لئے نئے نئے تجربات کئے جا رہے ہیں۔ مگر یہ تمام تجربات ناکام ثابت ہو رہے ہیں اور لوگ محسوس کر رہے ہیں کہ اگر سکون اور امید اس مل سکتی ہے۔ تو وہ مسیح کی انجیل میں ہے۔

اس ناچار اور مُردہ دُنیا کو از سر نو زندہ کرنے کے لئے مسیح اور اس کی انجیل ہی ہے۔ بشارت کا یہ کام خداوند نے اپنے چیلوں کے سپرد کیا ہے جن کا ذکر اس دعا میں آیا ہے۔ یہ ایسا گروہ ہے جنہوں نے اپنی زندگیاں اس خاص خدمت کے لئے وقف کی ہیں۔ اور جن کے لبوں سے ہر وقت یہی دُعا نکلتی ہے کہ تیری بادشاہی آئے۔ اُن کی روزمرہ زندگی اس بادشاہت میں کٹتی ہے اور وہ دوسروں کو اپنی روحانی کوشش سے بادشاہت کے وارث بناتے ہیں۔

آج مورخہ ۱ جولائی کو نیشنل مشنری سوسائٹی مسیح کے تمام شاگردوں کو متحدہ طور پر آمادہ کر رہی ہے کہ وہ اس دعا میں شریک ہوں جو مسیح نے خود مانگی تھی یعنی تیری بادشاہی آئے۔ گذشتہ ۲۲ سال سے یہ سوسائٹی کوشش کر رہی ہے کہ مسیح خداوند کا بشارتی حکم ہندوستانی کلیسیا کے سامنے رکھے اور انہیں بشارتی کام کے لئے تیار کرے تاکہ ایک دن خدا کا راج آئے۔ آج پھر اس اسانی مدد کی طرف جماعتوں اور شخصوں کو توجہ دلاتی ہے اور نئے ارادے اور خواہشیں پیدا کراتی ہے۔

پال ایا سوامی۔ پریزیڈنٹ
اے۔ سی۔ مکرجی۔ سکرٹری

مضامین دعا

ہم خدا کی تعریف کریں کہ

۱۔ لوگ محسوس کر رہے ہیں کہ ہماری ملکی اور تمدنی مشکلات کا حل یسوع مسیح میں ملتا ہے۔

۲۔ بہت سے تعلیمیافتہ غیر مسیحیوں کے خیالات میں خداوند مسیح کی عجیب توقیر ہے اور وہ اس کی زندگی کا گہرا مطالعہ کر رہے ہیں۔

۳۔ مختلف کلیسیائیں ہندوستان میں اتحاد کے لئے کوشش کر رہی ہیں۔

۴۔ ہندوستان کے مسیحیوں میں خیرات کی طبیعت بڑھ رہی ہے۔ جسکی مدد سے سوسائٹی نے اپنا پچھلے سال کا کام کا خسارہ پورا کیا۔

۵۔ سوسائٹی کی اس کامیابی کے لئے جو اسے اپنے کام میں حاصل ہوئی ہے۔ اور کہ اس کے کارندوں کی کوششیں بارور ہوئی ہیں۔

ہم دُعا کریں کہ

۱۔ تمام دنیا کے مسیحی لوگ مسیح کی حکمت کا روحانی تجربہ حاصل کریں۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو بھائی سمجھیں۔

۲۔ انجیل شریف اُن لکھو کھہا لوگوں تک پہنچائی جائے۔ جنہوں نے ابھی تک اس کا پیغام نہیں سُنا۔

۳۔ ہندوستان کی مختلف کلیسیائیں اور اُن کی کمیٹیاں نیشنل مشنری سوسائٹی کو اپنا رفیق جانیں اور سمجھیں کہ یہ سوسائٹی ہندوستان والوں کے بشارتی جذبات کا متحدہ اظہار ہے۔

۴۔ چین کی کلیسیا کو فضل اور طاقت ملے کہ وہ موجودہ مشکلات کا کامیابی سے مقابلہ کر سکے۔

۵۔ خداوند تمام مشنری سوسائٹیوں کے کام پر برکت نازل کرے جو ہندوستان میں کام کر رہی ہیں۔

۶۔ این۔ ایم۔ ایس کو سرگرم اور مخصوص شدہ کارکن ملیں اور اس کو مالی مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

۷۔ این۔ ایم۔ ایس کے کارندے بشارتی خدمت کا احساس از سر نو حاصل کریں۔ روح پاک سے طاقت حاصل کریں۔ اور اپنی بے غرض زندگیوں سے روز بروز خدمت کا دائرہ وسیع کرتے جائیں۔

ہندوستان برہما اور سیلون کیلئے

دُعا کا دن

(اتوار ۳۱ جولائی ۱۹۲۶ء)

"مانگو تو تمہیں دیا جائیگا۔ ڈھونڈو تو پاؤ گے۔ دروازہ کھٹکھٹاؤ تو تمہارے واسطے کھولا جائیگا۔ کیونکہ جو کوئی مانگتا ہے اُسے ملتا ہے۔ اور جو کھٹکھٹاتا ہے اس کے واسطے کھولا جائیگا"۔

نیا عہدنامہ اس قسم کے الفاظ سے پُر ہے۔ ہم اُن کو سُنتے سُنتے ایسے عادی ہو جاتے ہیں کہ وہ ہمیں عجیب معلوم نہیں ہوتے۔ جب ہم خداوند دعا کے متعلق ہم سے وعدہ کرتا ہے تو اُن وعدوں کی شاہی اور شفقت آمیزی کا جس قدر بیان کیا جائے تھوڑا ہے۔ اُن کی کوئی حد نہیں۔ اور مگر ان کی نسبت شرائط کی پابندی کا خیال نہیں رکھتی۔ وہ ایسی شرائط ہیں جنکو سادہ اور حقیر آدمی ویسے ہی پورا کر سکتا ہے جیسے کہ عالم اور مالدار۔ آدمی مسیح کی تعلیم خدا کی لامحدود محبت کے خیال سے پُر ہے۔ ایسی محبت سے جو ہمیشہ خدا سے صادر ہوتی ہے۔ اور ایسی شفقت سے جو گنہگار انسان کی طرف اور اس کی نجات کی خواہاں ہے۔ جو لوگ خدا کی پرفضل محبت کو مانتے ہیں اور خداوند کی باتوں کا اعتبار کرتے ہیں تو اگر وہ اس کی مرضی کو پورا کرنا چاہیں وہ اس کو دنیا کی سب سے بھاری طاقت بخش دیتا ہے۔ جو خود خدا کی طاقت ہے۔ بغیر دعا کے مذہب کچھ معنے نہیں رکھتا۔ دعا کا مذہب سے وہی تعلق ہے

جو سائنس کا زندگی سے ہے، وہی فکر کا خیال سے ہے۔

بلحاظ مسیحی ہونے کے ہمیں مدد ربانی حقیقت کا علم ہے۔ باوجود اس کے ہم میں سے بہت تھوڑے عملی طور پر دعا کے اس درجے تک پہنچتے ہیں۔ یہ بھی دعا کے اندر قدرتی ہونے کا ثبوت ہے کہ جو امتحان میں دعا مانگنے سے رہ گئے ہیں۔ وہ ان سے بہت ہی زیادہ ہیں۔ جو دیگر مذہبی کاموں میں ہمارے مددگار ہو سکتے ہیں۔ جب ہم اس دن کی متفقہ دعا کے لئے تیاری کرتے ہیں جس میں ہم تمام مسیحی فرقوں کی بڑی جماعت کے ہمراہ ہوتے ہیں تو ہمیں حقیقی دعا کی بعض شرائط کو یاد رکھنا چاہئے۔

پہلی شرط یہ ہے کہ ہم فی الحقیقت خدا کی رضا جوئی کے لئے تیار ہوں۔ اگر ہم خدا کی مرضی کے مقابل اپنی مرضی کو کھڑا کر دیتے ہیں تو حقیقی دعا نہیں ہے۔ ہم خدا کی عجیب پر محبت مرضی پر دھیان کریں۔ اپنے آپ کو اس مرضی کے حوالہ نمائیں۔ اپنے سارے دل و جان سے اسکی تمنا رکھیں۔ اور نہ فقط محض اسکو تسلیم کریں۔ بلکہ اپنی ساری طاقت سے اسکی آرزو رکھیں اور اپنی مرضی کو اسکی مرضی کے ساتھ ملا دیں۔ محض اپنی خواہشوں کو اپنی توجہ کا مرکز بنا کر اُن کو برطرف کر دینے کی کوشش سے نہیں ہوگا۔ بلکہ ضرور ہے کہ ہم اپنے دل اور روح کو اس ذات اور ارادے کی وسعت اور تنویر کے لئے کھول دیں۔ اور اس کے ذریعے نیچے درجے کی فکروں سے اوپر اٹھ جائیں۔ جن میں ہم اکثر اوقات غرق رہتے ہیں۔ "میرا خدا اپنی دولت کے موافق جلال سے مسیح یسوع میں تمہاری ایک احتیاج رفع کریگا۔"

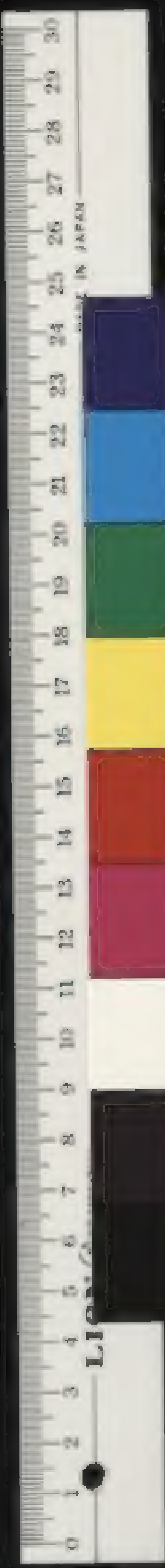
دوسری شرط یہ ہے کہ ہم نہ فقط قبول کرنے والے بلکہ فرمانبردار ہوں۔ دعا مانگنی گراں قیمت شے ہے اور غالباً یہی سبب ہے کہ جیسا ہمیں چاہئے ہم فی الحقیقت دعائیں مانگتے۔ خدا کی مرضی ہمیشہ انسان کی فلاح مقصود ہے۔ لیکن اگر انسان اور رستوں پر چلتا ہے تو خدا سے دعا مانگنی کہ اس کی مرضی پوری ہو ہمیشہ مشکل اور گراں قیمت ہے۔ اس کے معنے ہیں ارادے کا اٹھ جانا۔ خواہشوں کا نکال دینا۔ تعصبات پر غالب آنا۔ غلطی سے منہ موڑنا اور عداوتوں کا ترک کرنا بہت لوگوں کے لئے فی الحقیقت دعا کا عمل شروع کرنا بہت کچھ یہی معنے رکھتا ہے جس بات کے لئے ہم دعا مانگتے ہیں اس سے الگ نہ رہنا اور اُن کاموں اور فیصلوں کو قبول کرنا جو ہماری دعا کا لازمی نتیجہ ہونگے۔ شاید ہماری آزمائش کی خاطر وہ مشکل کام ہوگا۔ لیکن اگر دعا انسان کے لئے سب سے اعلیٰ قسم کا عمل ہے تو باقی سب کام اُس کے جواب ہونے چاہئیں۔ اگر ہم خدا کی مرضی کو معلوم کرکے اور دعا کا جواب پاکر جو کچھ خدا ہم سے طلب کرتا ہے اس پر پورا پورا عمل نہ کریں خواہ ہم خدا کی مرضی کو کیسے ہی صدق دل سے قبول کرنے والے کیوں نہ ہوں تو ہماری دعا کا کچھ مطلب نہیں ہوگا۔

دعا کی تیسری شرط یہ ہے کہ ہم دعا مانگتے وقت کسی خاص بات کو مد نظر رکھیں۔ شاید لوگ دعا مانگنے میں یہی غلطی کرتے ہیں۔ کیونکہ اُن کے دل میں کچھ اس قسم کا خیال ہوتا ہے کہ کسی خاص بات کے لئے دعا کرنا غلط ہے۔ اور اپنے آپ کو خدا کی مرضی کے سپرد کر دینا ہی کافی ہے۔ اور کسی خاص درخواست کو پیش کرنا گویا خدا کی پاک شان کے خلاف عمل کرنا ہے۔ یہ بات سچ ہے ہمیں کسی ایسی بات کے لئے دعا مانگنی نہیں چاہئے جسے ہم اُسکی مرضی کے خلاف جانتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم یسوع کے نام سے دعا مانگتے ہیں اور اس کی سفارش کے کام میں اُس کے شریک ہو جاتے ہیں۔ مگر جس بات کو ہم اُسکی مرضی کے مطابق سمجھتے ہیں۔ خواہ وہ نہایت چھوٹی یا کم قدر ہو ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی آرزو کو خدا کے حضور پیش کر دیں۔ جیسا کہ بچے اپنے باپ پر بھروسہ رکھکر کوئی خاص چیز اُس سے مانگتے ہیں۔

ان صفحات میں شکر گذاری اور توجہ اور دعا و مناجات کے متعلق تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ یہ بہتر ہوگا کہ ان میں سے ایک تجویز کا مختصر بیان کیا جائے جس کی بابت شاید بہت سے ناظرین صاف علم نہیں رکھتے۔ یہ کونسل ساری دوسری کلیسیا کے دنیا کی تمام مشنری جماعتوں کی نمائندہ ہے اور اس اجلاس میں پہلی مرتبہ ہندوستان اور چین اور جاپان اور افریقہ اور مشرق قریب اور جنوب مشرقی ایشیا اور اُس کے جزائر کے نمائندے کثیر تعداد میں موجود ہونگے۔ ہندوستان کے نمائندوں کی تعداد پچاس ہوگی۔ جن میں کم از کم چودہ ہندوستان سیلون یا برما کے باشندے ہونگے۔ یہ مجمع ان اہم سوالات پر غور کریگا جو دنیا کے تمام علاقوں میں خدا کی بادشاہت کے کارندوں کے پیش آتے ہیں۔ اس میں غور طلب سوالات اس قسم کے ہونگے کہ مختلف اقوام کے طرز معاشرت اور خیالات کے لحاظ سے انجیل کو کیونکر پیش کرنا چاہئے۔ مختلف ممالک کی مشنوں اور اس بڑھتی ہوئی کلیسیا کے درمیان جو ان مشنوں کی محنت سے پیدا ہوئی ہے کیا تعلقات ہیں۔ نازک سوالات۔ قوم اور جماعت کے درمیان اختلاف۔ مسیحی تعلیم کی بھاری خدمت جو اس وقت بہت سے ملکوں میں خاص طور پر چوہدیا امتحان ہے۔ مسیحی پیغام کے متعلق معرفت کی مشکلات جن کے حل کرنے میں مغربی ممالک ناکام رہے ہیں اور جو مشرق میں رونما ہو رہی ہیں۔ اس اجلاس میں بہت سے لوگ ایسے آئینگے جو دنیا بھر کی مسیحی تحریک میں اس وقت با اختیار ذمہ داری کے عہدے رکھتے ہیں یا آئندہ رکھینگے۔ اگر اس اجلاس کی کارروائی کا تصور اور آغاز اور قیام دعا کی فضا میں ہوا ہو تو ہمیں اس کے ذریعہ خدا کی ایسی طاقت اور تنویر حاصل کرنے کی توقع رکھنی چاہئے جو قابل یادگار ہوگی۔ اس کے ذمہ دار منتظمان اُن سب سے جو ہیں مجمع کی وقعت کو سمجھتے ہیں ملتجی ہیں کہ وہ ایمان سے لگاتار دعا مانگتے رہیں۔ پس ہمیں اس اجلاس کے لئے بالعموم اور خصوصاً ان نمائندوں کے لئے جو ہندوستان سے آکر اس میں شامل ہونگے دعا مانگنی ضرور ہے۔

شکر گذاری ہم خدا کا شکر کریں۔

ہندوستان اور جنوبی افریقہ کے باشندوں



کے درمیان خیرخواہی میں ترقی کے لئے جنوبی افریقہ میں ہندوستان کے باشندوں کے متعلق گفت و شنید میں کامیابی کے لئے اور باہمی سمجھوتہ اور اعتبار کی زیادہ ترقی کی امید کے لئے۔

ہندو مسلمانوں کے بہتر تعلقات کے لئے اور بہت سے پیشواؤں کے اپنے رسوخ کے ذریعہ اصول صلح کل کے حامی ہونے کا مصمم ارادہ کرنے کے لئے۔

مسیح کی خوشخبری کے لئے بہتوں کے دل رجوع ہونے کے لئے بپتسمہ پانے والوں کے خوشی سے قبول کئے جانے کے لئے عوام کے خیالات کا ہندوستان اور اہل ہند میں جنبش پیدا ہونے کے لئے بہت سے لوگوں کے دل اور دماغ کے مسیح کی صورت پر نقش کے لئے

ہندوستان میں کلیسیا کی زندگی بڑھتی ہوئی طاقت کے لئے اُس کی آزادانہ کوشش اور کاموں کو شروع کرنے کے تقاضات کے لئے۔ اور یسوع مسیح کی بابت گواہی اور منادی کے نئے نئے طریقوں کی تلاش کے لئے زندگی کے ہر طبقے میں مقدسوں کے خدا کی طرف سے اُٹھنے کے لئے جن کے بارے میں پہچانتے ہیں کہ وہ یسوع کے ساتھ رہے ہیں

کالجوں اور سکولوں میں۔ قصبات اور دیہات میں جاری تعلیمی خدمت کے لئے۔ اس کام کے قابل تکریم ہونے کے زیادہ احساس کے لئے۔ اس کامیابی کے لئے جو تجربوں کو مسیحی مدارس خصوصاً دیہاتی مدارس میں نئے طریقے جاری کرنے سے حاصل ہوئی ہے

کلیسیا اور مشنری خدمت کے مختلف فرقوں میں اتحاد اور باہمی امداد کی بڑھتی ہوئی خواہش کے لئے اور نیشنل اور پراونشل کرسچن کونسلوں کے اقتدار اور فائدہ مندی میں ترقی کے لئے۔

توبہ:- آؤ ہم شکستہ دل سے خدا کے سامنے اقرار کریں کہ ہم نے خود غرضی سے صرف اپنے ہی فرقوں کو پسند کرنے سے ہمیشہ اپنے آپ کو اور دوسروں کو خدا کی مرضی کے علم اور اس پر عمل کرنے سے باز رکھا ہے

کہ بحیثیت مسیحی ہونے کے ان رقابتوں اور باہمی اختلافات میں جن سے ہندوستان میں فرقہ وارانہ جھگڑا پیدا ہوا ہے ہمارا بھی حصہ ہے۔

کہ ہم نے خدا پر اپنے ایمان کو مدھم ہونے دیا ہے خصوصاً جب سوچے دیکھنے کی کمی سے مشکلات ہمارے سدراہ ہوئی ہیں

کہ ہم مسیح کی روح کے مطابق زندگی بسر کرنے اور چلنے میں قاصر رہے ہیں اور اپنی روش سے اوروں کے لئے مسیح میں خدا کا علم حاصل کرنا مشکل بنا دیا ہے۔

دعا و مناجات:- آؤ ہم خدا سے التجا کریں۔

کہ وہ نیشنل مشنری کونسل کے اجلاس پر جو ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۵ء میں بیرون شہر میں منعقد ہونے والا ہے کثرت سے برکت نازل کرے کہ وہ ان نمائندوں کو جو اُس میں شامل ہونگے تیاری بخشے خصوصاً اُن کو جو ہندوستان سے جانے والے ہیں۔ اور سارے انتظام میں کامیابی عطا کرے۔

کہ وہ ہندوستان میں بشارتی خدمت کو جو عوام کے درمیان دیہات یا قصبات میں یا تعلیم یافتہ لوگوں میں ہو رہی ہے اپنی قدرت سے بڑھائے اور کرا بن آدم اونچے اُٹھایا جائے تاکہ سب آدمی اس کی طرف کھینچے چلے آئیں

کہ ہندوستان میں کلیسیا مسیح کی انجیل کے علم و معرفت میں ترقی کرے اور کہ وہ اپنے خزانے میں سے نئی اور پرانی چیزیں نکالنے کے قابل ہو۔

کہ ہندوستان میں کلیسیائی اتحاد کی خواہش تمام مسیحیوں میں ترقی کرے اور وہ جو کوششیں اس کی انجام دہی کے لئے کی جا رہی ہیں۔ ان پر برکت ہو۔

کہ مسیحی تعلیم کی خدمت زیادہ قوت سے انجام پائے۔ اور اس کا اصول عمل عقلمندی سے قوم و ترقی کے تجربات کے مقدم رکھا جائے اور کہ مسیحی مدارس اور کالجوں میں مسیحی روح اور معتقد نشوونما پائے تاکہ مسیحی سیرت پیدا ہو۔

کہ مختلف اور متفرق سکات کی خرابیاں جو ملک برباد ہوں اور گورنمنٹ کا اصول عمل اس مقصد کے حصول کے لئے دلیرانہ کام میں بدلا جائے

کہ ہندوستان میں قومی تحریک گہرائی میں اور آنے والے مشکل معاملات کے سمجھنے میں ترقی کرے اور کہ سیاسی اور معاشرتی حلقوں کے لئے اور زیادہ پیشوا پیدا ہوں جو اتفاقات اور اتحاد کے شوق کی آگ دل میں رکھتے ہوں۔ اور دانائی سے ایسے وسائل اختیار کئے جائیں جن سے عوام الناس کے سر سے افلاس کا بوجھ دور ہو جائے

کہ رستہ پار کے ہندوستانیوں کی بیچینی کا ازالہ کیا جائے اور نئے حالات قائم ہوں جن سے سب کو برابر حقوق حاصل ہو جائیں۔

کہ ڈاکٹروں اور نرسوں اور ہسپتالوں کے کام پر برکت ہو۔ کہ بیماریوں کو روکنے اور قوانین صحت کا عمل چلنے میں ترقی ہو۔ اور بیماروں کی خدمت مسیح کی شفقت آمیز روح سے کی جائے۔

کہ ہندوستان۔ برہما اور سیلون کی نیشنل اور پراونشل کرسچن کونسلوں کو خدا اپنی مرضی کے پورا کرنے کے کام میں لائے ✦

ضرورت

شہر حصار کے زنانہ سول ہسپتال میں ایک ایسی ڈسپنسر کی ضرورت ہے جو لیڈی ڈاکٹر کی اسسٹنٹ ہو کر ڈسپنسر کے کام کرنے کی قابلیت رکھتی ہو۔ مسیحی خاتون کو ترجیح دی جائیگی۔ درخواست معہ نقول اسناد پتہ مفصلہ ذیل پر روانہ کرنا چاہئے تنخواہ حسب لیاقت دی جائیگی۔ درخواست کرتے وقت عمر بھی تحریر کرنا چاہئے ✦

المشتہر

لیڈی ڈاکٹر انچارج زنانہ سول ہسپتال حصار

نور افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

شاہدرہ لاہور کے مشن احاطہ میں مسیحی میلہ

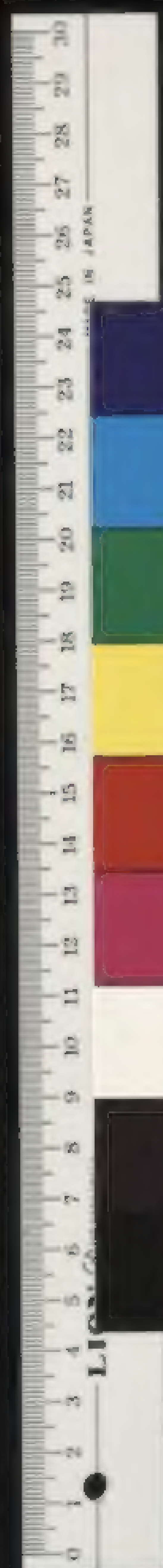
ریورنڈ پادری مسٹر ککر صاحب کی میلہ کی تجویز کو دیہاتی بلکہ شہری مسیحیوں کے لئے نہایت مفید خیال کرتے ہیں۔ ہندوستان میں میلے مسیحی خدمت کے لئے ہمیشہ سے عظیم الشان خیال ہوتے آئے ہیں۔ اس سے کثیر منافع اور فوائد وابستہ چلے آئے ہیں۔ وہ میل ملاپ اور خوشی و شادمانی کے نادر موقع سمجھے گئے ہیں۔ بلکہ وہ صنعت و حرفت اور خرید و فروخت کی چھوٹی چھوٹی نمائشگاہیں اور تجارت کی منڈیوں کا درجہ رکھتے آئے ہیں۔ جہاں ہر ایک اہل ہنر اپنی صنعت و حرفت کے نمونے پبلک کو دکھا کر خود بھی اور پبلک کو فائدہ پہنچاتے آئے ہیں۔ ہمارے خیال میں مسیحی میلوں میں بھی وہ وصف پیدا کر دینا چاہئے جو ہندو کے کسی اعلیٰ و شائستہ میلہ میں نمایاں ہو سکتا ہے۔ اس کے سوا مسیحی میلوں کو اپنے اپنے علاقہ کے کسی ایسے شخص کے نام سے نامزد کر دینا چاہئے۔ جس کے کام سے اور جس کی زندگی کے اثر سے اس علاقہ کے لوگوں نے زیادہ فیض پایا ہو۔ جسے لوگ اپنے اپنے علاقہ میں عزت و پیار کے نام سے یاد کرتے رہتے ہوں تو اس سے ہر ایک مسیحی میلہ میں مسیحیوں کی دلچسپی بڑھ جائیگی۔ اور مسیحیوں کو اس بات کی ترغیب دینا چاہئے کہ وہ میلے میں فروخت کرنے کے لئے ایسی چیزیں تیار کریں جو دیہاتیوں اور شہریوں کے کام کی ہوں اور وہ میلوں میں دکانیں کھول کر انکو بیچا بھی کریں۔ بہرحال شاہدرہ مشن احاطہ کا مسیحی میلہ اپنے کارکنوں سمیت مبارکباد کا مستحق ہے۔ اس لئے ہم ان جملہ صاحبان کو جو اس میلہ کی تجویز کے اور اس تجویز کی تکمیل کے محرک اور عامل کرنے والے ہیں مبارکباد کا ہدیہ پیش کرتے ہیں۔ مدیر

بتاریخ ۱۱ و ۱۲ جون ۱۹۴۱ء کو ایک مسیحی میلہ مشن احاطہ شاہدرہ میں پادری ایم۔ جے مسٹر ککر صاحب بہادر کی تجویز سے شروع کیا گیا۔ انہوں نے اس میلے کو چلانے کے لئے عمدہ انتظام کیا۔ کہ ایک کمیٹی گانے والی بنائی ہے۔ جس کے ممبر بھائی تھیان مسیح۔ برکت مسیح۔ جنگ بہادر۔ اور بندو تھے جنہوں نے سارے وقت اپنی خدمت کو اچھی طرح سرانجام دیا۔ اور خوب جوش سے میلہ کو گیت بھجن سے رونق دی۔ سامان مہیا کرنے والی کمیٹی بھائی سوایا مسیح صاحب بہادر۔ ماسٹر روائی ارشل اور پادری آسانند تھے۔ جنہوں نے ہر ایک چیز وقت سے پہلے مشن احاطہ میں پہنچا کر تیار کر دی۔ خیمہ لگایا گیا اور دریاں بچھائی گئیں۔ ایک روٹی کی دکان جاری کی گئی جس پر ہر ایک آدمی روٹی اور گوشت اپنی جیب سے خرید کر کھا سکتا تھا۔ سکول کے بچوں نے معمولی مٹھائی کی دکان لگائی۔ جو کہ ایک بچہ لیکر میلہ میں پھرتا تھا اور کئی لوگ اس سے لیکر کھاتے تھے۔ پادری برکت مسیح واعظ ماسٹر ملک آباد اور پادری ایچ۔ ڈی ٹھاکرداس صاحب لاہور سے بلائے گئے۔ جنہوں نے بڑی اچھی طرح سے اس میلہ کو رونق دی۔ پادری برکت مسیح واعظ تو پورے وقت میلے میں رہے اور لیکچر دینے کے علاوہ ہر ایک سے دوستانہ گفتگو کرکے از حد خوش اور شادمان تھے۔ اور میلے کی روحانی اور جسمانی رونق تھے۔ کیونکہ دیہاتی زندگی کے تجربہ کار تھے۔ اور دیہاتیوں سے ملنے جلنے میں دلچسپی لیتے تھے۔ ان کا پہلا لیکچر ۱۱ جون کی شام کو لوگوں کی روحانی و دیندارانہ زندگی پر تھا۔ بعد اس کے سکول کے بچوں نے ایک ڈرامہ کیا جس میں گندے اور میلے گھروں میں رہنے والوں کی بابت دکھایا کہ کیونکر مکھیوں اور مچھروں نے بیماری پیدا کی۔ اور ان پر موت تک کا اثر پیدا کیا۔ اور بعد میں صفائی کے ذریعہ ہر ایک طرح کی بیماری کی تکلیف دور کرکے دکھائی۔ جس میں ہر ایک بچے نے خوب صفائی سے اپنا کام کرکے لوگوں کو سمجھایا کہ بے شک میلے پن سے بیماری کی ہر ایک تکلیف ہوتی ہے۔ اس سے بچنا ضروری ہے۔ پھر صاحب بہادر نے میجک لالٹین دکھلا کر مکھیوں اور مچھروں کی شکلیں اور ان کا بیماری کو بڑھانا اور ان کو دفع کرنے کی تجویزیں بتلائیں۔ جس سے لوگوں پر اور بھی زیادہ اثر ہوا۔ رات کو گیت بھجن ہوتا رہا۔

صبح ۱۲ جون کے جلسے میں پادری واعظ صاحب نے دیہاتی مسیحیوں کے فرائض کی نسبت ایک عمدہ درس دیا۔ جس سے لوگوں کو بہت فائدہ ہوا۔ لوگ آپس میں دینی گفتگو کرکے بہت حظ اٹھاتے رہے۔ اور ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ دوپہر کو پادری ایم۔ جے مسٹر ککر صاحب گراموفون بجا کر میلہ کی رونق کو دوبالا کرتے تھے اور لوگ سن کر بہت خوش ہوتے تھے۔ چندہ کی صندوقچیاں بھی کھولی گئیں۔ چندہ ۱۷۵ روپے ہوا۔

شام کو چار بجے سکول کی نمائش ہوئی۔ جس میں بچوں نے طرح طرح کی اشیا بنا کر سجائی ہوئی تھیں۔ کئی ایک اشیا کا اصل اور نقل میں فرق کرنا مشکل معلوم ہوتا تھا۔ خربوزے تو ایسے بنے ہوئے تھے کہ طبیعت پکڑ کر کھانے کو دل چاہتا تھا۔ نیز جو نقشہ ہندوستان بنایا گیا تھا اس میں ہوبہو جنگل بیابان شہر و پہاڑ دکھائی دیتے تھے۔ اور مشن احاطہ کا نقشہ بھی بعینہ ظاہر کر دکھایا تھا۔ سکول دہقانی بچوں کی تربیت کے لئے ایک اچھا سکول ہے۔ استانیاں بہت کوشش سے بچوں کو سکھاتی اور سمجھاتی ہیں۔ اور مس صاحبہ ڈاکٹر ... اس سکول کی ترقی کا از حد خیال رکھتی ہیں۔ اس سکول میں یہ بچے دیہات کے مسیحیوں کے ہیں اور خوب اچھی طرح ترقی کر رہے ہیں۔

رات کو پادری ایچ۔ ڈی ٹھاکرداس صاحب نے ایک لکچر بیت حسدا کے حوض والے ۳۸ برس کے بیمار کی کہانی سنا کر کہا کہ آیا سب لوگ یہ چاہتے ہیں کہ چنگے ہو جائیں۔ جس سے لوگوں کے دلوں پر بہت اثر ہوا۔ رات کو لوگ دریوں اور چٹائیوں پر سوتے تھے۔ مگر خوش تھے۔ کیونکہ





اس میلہ میں غیر مسیحیوں کے میلوں کے مقابل عجیب و غریب شان پائی جاتی تھی۔

اس علاقہ میں یہ ایک پہلا مسیحی میلہ شروع ہوا ہے۔ امید ہے کہ وہ ہر سال ہوا کریگا ہمیں پوری امید ہے کہ کم از کم دیہاتی مسیحی ایسے میلوں سے ضرور ہی فائدہ اٹھانے کی کوشش فرمایا کرینگے اس پہلے میلہ میں تقریباً ۲۰۰ مرد و عورت شریک میلہ تھے۔ آنے والے سالوں میں حاضرین کی ترقی کی بڑی امید ہے۔ کہ آئندہ کو اس سے زیادہ رونق افزا ہوگا۔

۱۲ جون صبح کے وقت میلہ کا الوداعی جلسہ ہوا خوب گیت بھجن گائے گئے۔ ایک دوسرے کو شکر گذاری کے ایڈریس دیئے گئے۔ اور دعا کی گئی کہ اس میلہ کو ترقی دیجاوے تاکہ آئندہ سال کو زیادہ رونق افزا میلہ ہووے۔ پادری رحمت مسیح و اعظم صاحب کی دعا و برکت سے میلہ کا اختتام ہوا۔ والسلام۔
راقم خاکسار۔ جمیل الدین۔ ملیاں کلاں

خبریں

پیرس ۱۲ جون۔ اخبار پیٹیٹ پریسین رقمطراز ہے۔ کہ جرمنی کے قلعوں کے متعلق جنیوا میں فیصلہ ہو گیا ہے۔ پہلے تو اتحادیوں کی طرف سے ان قلعوں کی تباہی کی تصدیق طلب کی جائیگی۔ اس کے علاوہ پرنسٹر سیمین نے وعدہ کیا ہے کہ ریشتاغ میں ایک مسودہ قانون لیسے سامان حرب کے باہر بھیجے جانے کے متعلق پیش کیا جائیگا جو نصف تیار شدہ ہے۔ اور پولیس میں کمی کرنے کے متعلق سفراء کا اطمینان کرا دیا جائیگا۔
(زمیندار سنڈے ایڈیشن)

لنڈن ۱۲ جون۔ مسٹر چرچل نے اپنے ایک بیان میں ایک امریکن کا شکریہ ادا کیا ہے جو پیدا تو انگلستان میں ہوا تھا لیکن پچاس سال سے امریکہ میں مقیم ہے اس شخص نے برطانیہ کو ۱۰۰ پونڈ کی رقم اس قرضے کی ادائیگی کے چندہ میں دی ہے جو امریکہ کا برطانیہ کے ذمہ ہے۔ پیشتر قبل بھی دو موقعوں پر ایسی ہی رقوم دے چکا ہے۔

(۲)

عام طور پر برقی قمقموں کی روشنی پچاس یا سو موم بتیوں کے برابر ہوتی ہے لیکن پیٹرزبرگ (لینن گراڈ) میں ایک ایسا قمقمہ ایجاد ہوا ہے جو ۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰ شمعوں کے برابر روشنی دیتا ہے۔ اور اس میں کسی قسم کے شیشے یا عکاس وغیرہ کی مدد نہیں لی جاتی اس کے موجدوں کو تجربے سے معلوم ہوا ہے۔ کہ عکاس وغیرہ کی مدد سے یہ روشنی کئی کھرب شمعوں کے برابر بڑھائی جاسکتی ہے۔

(۳)

لنڈن اور یورپ میں طویل ترین دن ساڑھے سولہ گھنٹے کا ہوتا ہے۔ سٹاک ہالم کا طویل ترین دن ساڑھے اٹھارہ گھنٹے کا ہوتا ہے۔ ہیمبرگ اور ڈانزک میں دن کی طوالت سترہ گھنٹے تک ہوتی ہے۔ پیٹرزبرگ (لینن گراڈ) میں سب سے لمبا دن انیس گھنٹے کا اور سب سے چھوٹا دن پانچ گھنٹے کا ہوتا ہے فن لینڈ (فن لینڈ) میں ۲۱ جون کا دن ۲۲ گھنٹے طویل ہوتا ہے۔ وارڈہس (ناروے) میں سب سے لمبا دن ۲۱ مئی سے شروع ہو کر ۲۲ جولائی تک مسلسل رہتا ہے۔

سپٹزبرجن میں طویل ترین دن مسلسل ساڑھے تین مہینے تک قائم رہتا ہے۔

(۴)

حال میں ایک عجیب و غریب کھیل ہوائی جہازوں میں پیدا کرنے والوں نے ایجاد کیا ہے۔ اس کو ہال یعنی ہوائی گیند کے نام سے موسوم کیا جائیگا۔ یہ گیند فٹ بال کے بالکل مشابہ ہے۔ اس سے ہوائی جہاز پر سوار ہو کر کھیلا کرینگے گول کی حدود غباروں سے قائم کی جائینگی۔ اور گول کا درمیانی فاصلہ میل تک رکھا جائیگا۔ دونوں طرف کے کھلاڑیوں کا منشاء یہ ہوگا کہ وہ بال کو اپنے مقابل کی جماعت کے گول سے نکال کر لیجائیں ہر جہاز کے آگے ایک ٹوکری کے مشابہ چیز لگی ہوگی جس سے بال دھکیلا جائیگا۔

(۵)

ابوالہول مصر قدیم کا ایک بہت بڑا بت ہے جو چٹان تراش کر بنایا گیا ہے۔ یہ ۱۴۰ فٹ لمبا اور ۶۶ فٹ اونچا ہے۔ اس کا جسم اونچے شیر کی مانند اور سینہ اور چہرہ عورت کی طرح ہے۔ ابوالہول مصر کے قدیم ترین آثار میں شمار کیا جاتا ہے۔

(۶)

ذیل کے اعداد و شمار سے واضح ہوگا کہ یورپ کی مختلف زبانیں کس رفتار سے دنیا میں پھیل رہی ہیں۔
انگریزی زبان جو انیسویں صدی کے آغاز میں ۲۲۰۰۰۰۰۰ آدمی بولتے تھے۔ اب ۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰

لنڈن ۲۰ جون۔ اصلاحات کے متعلق شاہی کمیشن مقرر کئے جانے کی بابت معتبر حلقوں میں بالکل خاموشی ہے۔ انڈیا آفس میں دریافت کیا گیا وہاں سے بھی کوئی قطعی بات معلوم نہ ہو سکی۔ البتہ ایک یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ لارڈ برکن ہیڈ اور ہندوستان کے ہوم ممبر کی یوروپین ایسوسی ایشن کے نمائندوں کے مابین مشورے ہونگے۔ ایک بڑے ذمہ دار شخص نے یہ کہا ہے کہ یہ امر تحقیق ہے کہ لارڈ ریڈنگ کمیشن کے صدر مقرر نہیں ہونگے۔ کیونکہ کمیشن کا اصل کام یہ ہوگا کہ وہ تعلقات پیدا کرے قائم کرے اور وہ تعلقات لارڈ ریڈنگ جیسے گواہی بیان کر سکتے ہیں۔
یوروپین لوگ پراونشل خود مختاری کے حق میں معلوم ہوتے ہیں۔
(بقیہ ملازم)

آدمی بولتے ہیں۔ روسی زبان اسی صدی کی ابتدا میں ۰۰۰۰۰۰۰۳ آدمی بولتے تھے اب ۰۰۰۰۰۰۰۱۲ آدمی روسی زبان بولتے ہیں سنہ ۱۸۰۰ء میں جرمن زبان بولنے والے صرف ۰۰۰۰۰۰۵۳ آدمی تھے۔ لیکن اب ۰۰۰۰۰۰۰۷ آدمی یہی زبان بولتے ہیں۔ سنہ ۱۸۰۰ء میں ہسپانی زبان کے بولنے والے ۰۰۰۰۰۰۳ آدمی تھے۔ اب ۰۰۰۰۰۰۴۴ آدمی یہ زبان بولتے ہیں۔ اطالی زبان اب ۰۰۰۰۰۰۱۸ کی بجائے ۰۰۰۰۰۰۳۲ اور پرتگال ۰۰۰۰۰۰۸ کی بجائے ۰۰۰۰۰۰۱۳ آدمی بولتے ہیں۔ انگریزی زبان میں ۶۱۲ فیصدی۔ روسی میں ۱۲۰ فیصدی۔ جرمن میں ۰ فیصدی اور ہسپانی زبان میں ۶۳ فی صدی کا اضافہ ہوا ہے۔ فرانسیسی زبان اب ۰۰۰۰۰۰۳۲ کی بجائے ۰۰۰۰۰۰۴۶ آدمی بولتے ہیں۔ یعنی اس کے بولنے والوں میں ۴۶ فی صدی کے حساب سے اضافہ ہوا ہے۔

(۵)

اٹلی میں ایک سرکاری اعلان شائع ہوا ہے جس کی رو سے کنوارے اور کنواری کو جنکی عمر ۲۵ سال اور ۳۰ سال کے درمیان ہوگی سالانہ ٹیکس دینا پڑیگا جو سات پونڈ دس شلنگ کے برابر ہوگا۔ لیکن چالیس سال سے زائد عمر والے اگر شادی نہ کریں گے تو انہیں دو پونڈ دس شلنگ ٹیکس ادا کرنا پڑیگا۔

(۶)

اس وقت لندن میں ایک طوطا موجود ہے جس کے متعلق یقین کیا جاتا ہے کہ وہ دنیا کا معمر ترین پرندہ ہے۔ اس کا نام پیٹر ہے اور اس کی عمر اس وقت ۱۰۷ سال ہے مگر ابھی تک اس کے قویٰ میں انحطاط بہت کم ہے۔

اس طوطے کا اصل وطن افریقہ ہے۔ یکم جولائی سنہ ۱۸۳۱ء میں کوری اکام کی لڑائی کے دوران میں ایک انگریز سپاہی نے اسے ایک خیمے کے اندر پڑا پایا۔ پرندہ اس وقت مہاراجہ ستارا کی ملکیت تھا۔ انگریزی سپاہی نے طوطے کو پکڑ کر مہاراجہ کے سپرد کر دیا۔

سنہ ۱۸۴۸ء میں جب ستارا خاندان کا کسی بات سے خاتمہ ہوگیا تو یہ طوطا خاندان کو باپ کے عہد میں آیا۔ سنہ ۱۸۸۶ء میں جب کرنل فرس کولہاپور میں ریذیڈنٹ مقرر ہوئے تو مہاراجہ نے یہ طوطا کرنل موصوف کی خدمت میں نذرانتاً پیش کیا۔ کرنل فرس بحیثیت گورنر عدن تشریف لے جاتے وقت طوطے کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک روسی امیر البحر کرنل موصوف کے ساتھ آیا۔ کرنل نے اپنے گرد میں آ کر دیکھا کہ روسی مہمان نہایت برافروختہ ہو رہا ہے۔ وجہ دریافت کرنے پر امیر البحر نے کہا کہ کیا یہ طوطا اجنبی اشخاص کی بے عزتی کرنے کے لئے پال رکھا ہے۔ جب میں نے جواب میں مجھے جنبی وغیرہ الفاظ سے یاد کیا۔ کرنل نے نہایت مشکل سے روسی امیر البحر کے غصہ کو فرو کیا۔ یہ طوطا اس وقت لندن میں موجود ہے۔

(۷)

مسٹر جان راک فیلر نے سنہ ۱۹۲۶ء میں ورجنیا اور قرتیں ۱ کے محلات اور عمارتیں ہے سرے سے تعمیر کرنے کو تعمیر کیلئے ایک لاکھ ۴۰ ہزار پونڈ دیا تھا۔ امسال اس نے مزید ان کاموں کی تکمیل کے لئے ۳ لاکھ ۲۴ ہزار پونڈ عطا کئے ہیں۔

(زمیندار لاہور)

تصحیح

نورافشاں کے نئے دستور العمل میں ۲۳ جون سنہ ۱۹۳۸ء کی کارروائی کے نمبر اول میں "پالیسی رہی ہے" کی جگہ "پالیسی ہے" پڑھنا چاہئے۔ اور لفظ "پروگرامٹ" کی جگہ "گذارش" پڑھنا چاہئے۔

یوئنگ کرسچن ہائی سکول لودہانہ

یہ یوئنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصے سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے صدر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں۔ اور چار خواتین اسکی مدد کرتی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہوگیا ہے تعلیمی خرچ خوراک اور پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس سرکاری شرح ہے۔ متفرق اخراجات عہ ماہوار فی طالب علم ہے کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔ مزید برآں ہر جماعت نے انتظام چالیس فیصدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز۔ کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جو کیشنل ... سے ... تک ... کرز ... سے ... تک۔ مزید حالات پرنسپل صاحب و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

تین بیماریوں کی حکمی دوائیں

(۱) دمہ خشک ہو یا تر۔ پرانا ہو یا نیا۔ مجرب دوا ہے دو ہی خوراک کے کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہو جاتا ہے۔ قیمت عہ۔

(۲) ہر قسم کی کمزوری کے دور کرنے میں لاثانی اور مجرب دوا ہے۔ خواہ کیسی ہی کمزوری ہو۔ قیمت فی شیشی ۱۲ر

(۳) اس کے استعمال سے موزی تپ۔ تیجا۔ چوتھیا بخار پہلے ہی دن رک جاتا ہے۔ ورنہ دوسرے دن ضرور ہی بفضل خدا رک جاتا ہے قیمت فی شیشی ۱۲ر محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر

ڈاکٹر ای۔ این اوبیڈایہ۔ خورجہ ضلع بلند شہر



میں داخل ہوئے ہے

جو آیا ہے جاتا ہے اس کو فریب
خوشا حال وہ جو گیا بے قصور

پڑھنے والے! شہید نگونڈر۔ اُس کی وندیا اور دوجہ
اور ماشین سے آپ کیا سبق سیکھتے ہیں؟

راقمہ (مسز) کے۔ غیر اشد۔ کلارک آباد

پنجاب پلیٹ اور پنجابی زبان

اس میں شبہ نہیں کہ پنجابیوں کی مادری زبان پنجابی ہے اور پنجابیوں کو اپنی مادری زبان کو ترقی دینی چاہیے۔

ایڈیٹر

(۱) موجودہ حالت۔ یہ کوئی پیچیدہ مسئلہ نہیں جسکو سلجھانے کے لئے فلسفے اور سائنس کی ضرورت ہو یہ معلوم کرنے کے لئے کہ موجودہ صورت حالات کیا ہے ہمیں صرف آنکھ اٹھا کر سامنے دیکھنا ہے۔ اور میں جانتے ہیں کہ گھروں میں آجکل پنجابی کی بجائے اردو اور انگریزی استعمال ہوتی ہے۔ اگر کسی گاؤں میں پنجابی استعمال بھی ہوتی ہے تو وہ اس لئے نہیں کہ وہاں کے لوگ اصولاً اس کا استعمال واجب گردانتے ہیں بلکہ وہ اس واسطے ہے کیونکہ وہاں کے باشندگان پنجابی کے سوائے اور کوئی زبان سمجھ نہیں سکتے۔ ورنہ اگر اس گاؤں یا قصبے کے رہنے والے پڑھنا تو درکنار اردو کو سمجھ سکتے تو وہ بڑی خوشی سے اپنی مادری زبان کی بجائے اردو یا کسی غیر پنجابی زبان کو استعمال کرنے لگ جاتے ہیں۔ پنجابی بھی پنجابی زبان کو حقارت سے دیکھتے ہیں۔ چنانچہ مجلس میں اس زبان کا استعمال جہالت کا ایک نشان تصور کیا جاتا ہے اور جو لوگ اس زبان کو استعمال کرتے ہیں۔ اُنہیں بہت سے مرتبل حقوق سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے

۲ - اسکی وجہ کیا؟ اگر سرسری اور بے اعتنائی کی دیکھا بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی وجہ در اصل سیاسی ہے جسکا ذکر میرے بعض دوست نقطۂ سیاسی کو پڑھ کر گھبرا جائیں۔ کیونکہ بدقسمتی سے آجکل ہماری جماعت میں یہ غلط خیال بہت پھیلا ہوا ہے کہ سیاسیات میں حصہ لینے کا مطلب ہی غداری ہے۔ لیکن اگر تعصب کو ایک طرف رکھ کر سیاسیات کا مطالعہ کیا جائے تو اس بات کا اقبال کرنا پڑیگا کہ جس طرح مذہب انسان کی روحانی بہتری اور بہبودی کے واسطے لازم ہے اسی طرح سیاسیات بھی انسان کے جسمانی اور دماغی فوائد کے لئے لازمی ہے۔ تواریخ کے ورق اس بات کے ثبوت میں بھرے پڑے ہیں کہ جہاں قوم کی سیاسی حالت بہتر ہوئی اُس کے ساتھ ہی اس کی جسمانی دماغی بلکہ ایک حد تک روحانی حالت بھی روبہ ترقی ہوگئی امریکہ۔ فرانس۔ ترکی۔ افغانستان اور بہت سارے دیگر مشرقی و مغربی ممالک زندہ مثالیں ہیں۔

۳ - میں اوپر کہہ رہا تھا کہ پنجابی زبان کی بدقسمتی در اصل ہماری سیاسی پیچیدہ حالت کے باعث ہے۔ پنجاب باقی تمام صوبوں سے زیادہ محکوم رہا ہے اور ہمارے محل وقوع کے باعث جتنے حملہ آور ہندوستان میں آئے اُن کی بہترین توجہ اور زور پنجاب کے دبانے میں صرف ہوا۔ جب اول اول حملہ آور پنجاب کو ہی ان کے جوش اول کا مزا چکھنا پڑا اور جب کچھ فتح کرکے آگے بڑھ گئے تو پھر پنجابیوں کو اُن کی سیاسی چالیں دیکھنی پڑیں کیونکہ وہ آگے بڑھے تو پنجاب اُن کی پشت پر بچیا اور فن حرب کے ماہر یہ جانتے ہیں کہ مسلسل اور کامیاب پیش قدمی کے واسطے لازم ہے کہ اپنی فوج کی پشت کو مضبوط رکھا جائے۔ الغرض پنجاب کو ہر حالت میں حملہ آوروں کے اعلےٰ زور اور پیچیدہ چالوں کا سامنا ہوتا آیا اور اگر دوسرے صوبے بھی محکوم ہوئے لیکن یہاں محکومیت کی روح زیادہ مضبوط ہو گئی۔

۴ - پنجاب کی ذہنیت ایک محکوم ذہنیت ہے اور محکوم ذہنیت کا یہ خاصہ ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی چیزوں کو ناپسند اور اپنے حاکموں اور دیگر قوم پرست لوگوں کی چیزوں کو پسند کرتے ہیں۔ وہی پسند یہ گی یا بے اعتنائی ہی کوئی قابلیت کا سوال نہیں ہوتا۔ اپنی چیزوں کو اس واسطے حقیر گردانا جاتا ہے کیونکہ وہ ہماری اپنی ہیں اور اُن لوگوں کے مقبول نظر نہیں جو کہ ہماری محکوم ذہنیت کے مالک ہیں اور جنہوں نے ہمارے دل اور دماغ کو ایک مسمریزم کی طرح اپنے قابو میں کر لیا ہے اسی طرح پنجابی کی رو میں بھی حقیقتاً قابلیت کا کوئی سوال نہیں۔ چنانچہ اگر ان دلائل کا بغور مطالعہ کیا جائے جو کہ پنجابی زبان کے خلاف دی جاتی ہیں تو مندرجہ بالا بات بالکل ثابت ہو جائیگی کہ پنجابی کی بدقسمتی در اصل ہماری محکوم ذہنیت کے باعث ہو اور پنجابی کو پنجاب میں ترقی دینا در اصل پنجاب کی سیاسی ذہنیت کو درست کرنا ہے۔

۵ - ایک اور بات بھی قابل غور ہے کہ قوم کی مادری زبان جیسے اُس کی طبیعت اور مزاج کے مطابق ہوتی ہے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ کسی قوم یا زمانے کے علم و ادب کا مطالعہ کرنے سے ہم اس قوم یا زمانے کی قلبی حالت کا خاطر خواہ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اور معلوم کر سکتے ہیں کہ اس زمانے یا اس قوم کے لوگ کن کن باتوں کو پسند اور کن کن باتوں کو ناپسند کرتے تھے۔ اس مضمون کی صدود ہمیں اجازت نہیں دیتے کہ ہم اردو اور پنجابی کا مختلف نکتۂ نگاہوں سے مقابلہ کریں۔ اس وقت بعد عجز و نیاز ہم صرف یہی عرض کرتے ہیں کہ پنجابی زبان کا نقطہ اور معیار زندگی ایک حد تک اعلےٰ پنجابی جذبات اور خواہشات کے مطابق ہے۔ لیکن یہ ایک معمولی بات ہے کیونکہ پنجابی کا تمام علم و ادب انجیل شریف کے ایک باب کی برابری نہیں کر سکتا۔ لیکن جو بات قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ پنجابی زبان کا طرز بیان پنجابی طبیعت کے مطابق ہے۔ اگر اردو اور پنجابی زبان میں علم النفس کی رو سے فرق یہ ہے کہ

جب حال کہ اُردو بیان تک فصیح ہے کہ اکثر اوقات جذبات بے لگام ہو جاتے ہیں۔ پنجابی اس کے مقابل بلیغ ہے اور اس کا کام جذبات کو قابو میں رکھنا ہے۔ اب وہ پنجابی قوم پر نظر دوڑائیے قومی سرزور جذبات و حسیات کے ایسے پتلے ہیں کہ جو خیال یا جو بات ایک دفعہ ان کے دل میں جم گئی اس کی بیخ کنی کرنا آسان کام نہیں ہے۔ اب غور کا مقام ہے کہ ان اشخاص کو کس زبان کی ضرورت ہے جو ان کے دریائے جذبات کے طلاطم کو قابو میں رکھ کر کشتی زیست کو تا ام منزل مقصود پر پہنچا دے۔ یا کہ ایسی زبان کی ضرورت ہے جو کہ ان کے طوفان قلبی کو اور بھی وسعت دے۔

میرا خیال ہے کہ اُردو بحیثیت زبان پنجاب کے واسطے اگر پسندیدہ قرار پائی ہے تو وہ اس کی فصاحت ہے۔ اور اگر کوئی چیز پنجابی کو پنجاب میں اُردو پر ترجیح دلا سکتی ہے تو وہ اُس کی بلاغت ہے جس کے باعث پنجابیوں کی طبیعت کی روک و تھام کرتی ہے۔ آپ لاہور کے اُردو و پنجابی اخبارات کو اُٹھا کر دیکھیں تو جو کچھ ہم نے کہا ہے اُس کی صداقت ظاہر ہو جائیگی۔

۶۔ مشکلات اور ہمارے فرائض۔ ہمارا کیا فرض ہے۔ یہ ایک اہم سوال ہے۔ خاصکر موجودہ صورت حال میں جبکہ ہماری جماعت تعداد اور اقتدار دونوں میں کمزور ہے۔ موجودہ صورت میں پنجابی زبان کو اس کی اصلی حالت پر لانے اور پنجاب کی محکوم ذہنیت کو دور کرنے کا بیڑہ اُٹھانا واقعی ایک اہم بات ہے۔ لیکن جیسا اس مضمون کے عنوان سے ظاہر ہے۔ ہمارا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ہماری جماعت کسی ایسی بات کا ذمہ اُٹھائے جس کے ادا کرنے کی ہمت و طاقت ہم میں مطلق نہیں۔ بلکہ ہمارا مطلب اس مضمون سے صرف اتنا ہی ہے کہ پنجاب بیشتر اگر ہو اور انگریزی کے بجائے پنجابی استعمال ہو۔ کیونکہ یہی پنجاب کی اپنی زبان ہے۔ اور ہم جو کہ اس بات کا فخر کرتے ہیں کہ ہمارا مذہب فطرت کے مطابق ہے ہمارا فرض ہے کہ اپنی مادری زبان کو کسی اندرونی یا بیرونی خلل سے ذرہ بھر نظر انداز نہ کریں۔ بلکہ مردانہ وار میدان عمل میں آ کر اپنی زبان کے علم بردار بنیں۔ ہماری جماعت میں پادری صاحبان کی خاص قدر و منزلت ہے اور اگر وہ تہیہ کریں کہ وہ اپنے گرجا گھروں میں خدا کا کلام اسی زبان میں سنائیں گے جو اُن کو خداوند کی طرف سے ورثہ میں ملی ہے تو مجھے یقین ہے کہ ہماری جماعت کی موجودہ مشکلات بہت حد تک دور ہو جائینگی۔ اور مسیح کی کلیسیا ایک قدرتی وسعت زیب تن کریگی۔

راقم۔ جاشوا فضل الدین گوجرانوالہ

کیمبلپور ریڈنگ روم میں لیکچر

بخدمت جناب اقدس ایڈیٹر صاحب و ناظرین اخبار نور افشاں صاحبان تسلیم۔

۱۔ آپ کو یاد ہوگا کہ سال گذشتہ مطبوعہ ۶ مئی ۱۹۲۶ء کے پرچہ نور افشاں صفحہ ۱۲ کالم اول میں مسٹر گل محمد صاحب نے این۔ ایس ریڈنگ روم کیمبلپور کے متعلق چند سطور اس غرض سے تحریر فرمائی تھیں کہ آپ صاحبان دعا کے ذریعہ کتب و اخبارات کے بھیجنے سے خدا تعالےٰ کے مسیحی خدمت دعا و کے لئے التجا کریں کہ خداوند عالم مسٹر این سالومن صاحب کو اپنے کام کے لئے زیادہ ہمت اور دلیری عنایت فرمائے۔

(۲) ناظرین چونکہ ایک سال سے زیادہ ہو گیا ہے کہ عرصہ کی بابت آپکو علم نہیں کہ مسٹر سالومن نے خدا کی مدد سے اور آپ جیسے مہربانوں کی دعا سے بڑی ترقی کی ہے قریب ۵۰ ریڈنگ روم کے ممبرس ہیں جو بڑی خوشی سے چندہ دیتے ہیں۔ جن سے اخبارات وغیرہ منگائے جاتے ہیں ۴۴ روپیہ ۱۱ مئی ۱۹۲۶ء سے ۱۰ جون ۱۹۲۶ء تک پادری صمد ریلنڈ نے اور ریڈنگ روم کے ممبروں نے چندہ عنایت کیا جس کیلئے مسٹر سالومن نہایت شکر گذار ہیں۔

(۳) سردی کے موسم میں لیکچر بھی ہوتے تھے۔ ریڈنگ روم کا کرہ کچھ بڑا نہیں ہے۔ صرف ۳۰ آدمی اس میں بخوبی بیٹھ سکتے ہیں۔ چونکہ جب لیکچر ہوتا تھا تو بہت بنچ وغیرہ منگائے جاتے تھے۔ جن صاحبان نے لیکچر دیئے تھے وہ یہ تھے۔ سکریٹری۔ نامرت دین۔ مسٹر کیپٹن کیمبلپور۔ مسٹر اسمٰعیل۔ مسٹر سالومن ریٹائرڈ ریڈنگ روم انچارج۔ لیکچر دعا کے ساتھ شروع ہوتا تھا۔ و دعا ہی کے ساتھ ختم ہوتا تھا۔ مسٹر سالومن نے ۱۱ اپریل ۱۹۲۶ء کو پہلا لیکچر دیا اور خیال کیا کہ مباحثہ اور جھگڑا ہوگا۔ لیکن خدا کے فضل سے کوئی بات فساد کی نہیں ہوئی۔ اور انہوں نے اس کی پیش بندی کے واسطے ہر مذاہب کے لائق شخص کو باری باری سے بولنے کا موقع دیا۔ اول مسیحی صاحبان۔ دوم مسلمان۔ سوم ہندو برادران۔ اور انہوں نے مسٹر سالومن کی اس درخواست کو خوشی سے منظور فرمایا۔ ایک مرتبہ دوران لیکچر میں ایک آریہ صاحب نے حضرت مسیح کی پیدائش کے اوپر سوال اٹھایا۔ لیکن گورنمنٹ کالج کے پروفیسر مسٹر غلام حسین جو اُسوقت چیرمین تھے فرمایا کہ اسوقت دوسرا مضمون زیر بحث ہے جب مسیح کی پیدائش پر لیکچر ہوگا پھر اس پر جرح کر سکتے ہیں۔ معزز صاحبان خداوند تعالےٰ کا شکر ہے کہ وہاں کیمبلپور ریڈنگ روم میں لیکچر ہوتے رہے۔ لیکن کسی قسم کا جھگڑا فساد نہیں ہوا۔ لہذا اب گرمی کے سبب سے مسٹر این سالومن نے لیکچر فی الحال ملتوی کر دیئے ہیں۔ خداوند کریم سے آپ کیمبلپور ریڈنگ روم کے واسطے دعا کریں کہ وہ اس پر اپنی برکت نازل فرمائے تاکہ یسوع مسیح کا جلال ظاہر ہو اور اُسکے وسیلے سے مسیح پر ایمان لا کر بہت لوگ نجات پائیں۔

خادم۔ سید محمد حسین۔ ملازم سرکار کیمبلپور

پادری ایچ۔ ای وائی صاحب مینیجر نور افشاں ایمپریس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوا چند صاحب پرنٹر کے چھپا ٭